03

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

22454891

سوال نمبر 2 (الف)۔ا **بیماری کی وجہ:-**

شریف حسین کو جب پینشن وصول کرتے تین سال گزر گئے تو جاڑے کی ایک رات وہ کسی کام سے بستر سے اٹھا، گرم گرم ہوا سے نکلا تھا۔ سرد اور تند ہوا تیر کی طرح سینے میں لگی اور اس کو نمونیا ہو گیا۔ رات کو جاڑے میں سخت سردی میں باہر جانا باپ کی بیماری کی وجہ بنی

سوال نمبر 2 (الف)۔۲ (شریف حسین) باپ جاڑے میں کسی کام سے باہر گیا تو اسے نمونیا ہو گیا۔ باپ کی بیماری کے دوران گھر والوں کا سلوک نہایت شفیقانہ تھا۔ اس کے بیٹوں نے اس کے ~~(سوال)~~ بہترے علاج معالجے کروائے۔ اس کی بیوی اور بہو دن رات اس کی پٹی سے لگی بیٹھی رہیں مگر افاقہ نہ ہوا۔ باپ کی بیماری کے دوران گھر کے ہر فرد نے اس کی تندرستی اور صحتیابی کے لیے کوشش کی۔

سوال نمبر 2 (الف)۔۳

شریف حسین کا بیٹا باپ کی موت کے بعد مکان کی صفائی کر رہا تھا کہ پرانے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی نظر ایک بوری پر پڑی۔ جب اس نے بوری میں دیکھا تو اسے اس کے اندر کتبہ ملا۔

04

The relevant question should be answered only in the allotted space and inside the outer mark

22454891

سوال نمبر 2 (الف) ۔۴

باپ کی وفات کے بعد بیٹے کو بوری سے کتبہ ملا۔ بیٹے کو باپ سے بے حد محبت تھی جو کتبے پر باپ کا نام دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھر آئے اور محویت کے عالم میں اس پر خطاطی و نقش و نگار کو دیکھتا رہا۔

سوال نمبر 2 (الف) ۔۵

جب بیٹے نے باپ کی وفات کے بعد کتبہ پر اپنے والد کا نام دیکھا تو اسے اچانک ایک بات سوجھی جس نے اس کی آنکھوں میں چمک پیدا کر دی۔ اگلے روز کتبے کو ایک سنگ تراش کے پاس لے گیا اور کتبے کی عبارت میں ذرا سی ترمیم کروائی اور اسے ہر شام کو اپنے باپ کی قبر پر نصب کر دیا۔

سوال نمبر 2 (الف) ۔۶

05

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

22454891

سوال نمبر2(الف)۔۷ **عنوان:۔ باپ کی وفات کے بعد بیٹے کا رویہ**

تلخیص

ایک روز باپ جب باہر کسی کام سے جا رہے تھے گیا اور سخت سردی کی وجہ سے نمونیا کا شکار ہو گیا اور جلد ہی دنیا سے چل بسا۔ والد کی وفات کے بعد بیٹے کو **کتبہ** ملا جس پر اس کے والد کا نام لکھا۔ اس نے کتبے میں ذرا **ترمیم** کروا کر اسے والد کی قبر پر **نصب** کر دیا۔

سوال نمبر2(ب)۔ا **اہل وطن کا فخر:۔**

احمد فقیر مشرانی اس مصرعے میں لکھتے ہیں کہ اے پیارے سپاہی تمہاری **تیز تلوار** پر اہل وطن کو فخر ہے کیونکہ ہم اس **تلوار** کے جوہر دکھاتے ہوئے دشمن کی **صفیں** محسوس نہیں نہیں کرتے ہوئے۔ تم اپنی اس تیز تلوار کے ذریعے دشمن کو شکست و نابود کر دیتے ہو اور ملک کی کے **فخر** اور **غرور** کا باعث بنتے ہو۔ اس لیے اہل وطن کو تمہاری **تیز تلوار** پر فخر ہے۔

سوال نمبر2(ب)۔۲ **وطن کے عروج و زوال کا انحصار:۔**

وطن کے عروج و زوال کا انحصار وطن کی **سپاہ** اور **فوج** پر ہے۔ اگر فوج **حب الوطنی** سے سرشار ہو کر **سرحد** کی حفاظت کرے گی اور دشمن کا بہادری سے **مقابلہ** کرے گی تو وطن ترقی حاصل کرے گا۔ لیکن اگر وطن کی **سپاہ** ہی **بزدل** ہو جائے گی اور میدان چھوڑ کر بھاگ جائے گی تو وطن **تنزلی** کا

سوال نمبر 2(ب)۔۳ **مسلح افواج کا جذبہ**

مسلح افواج کے دل وطن سے محبت سے سرشار ہیں۔ ان میں **حب الوطنی** کا جذبہ موجود ہے اور یہی جذبہ ہے جو انہیں آگے بڑھنے کی قوت عطا کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے وطن کے لیے جان کا **نذرانہ** بھی پیش کرنے کو تیار ہیں اور بڑے سے بڑے دشمن کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔

سوال نمبر 2(ب)۔۴ **مرکزی خیال**

بہادر سپاہی کی **تیز** تلوار پر وطن کو افتخار ہے کو اور وطن کا **جینا مرنا** سپاہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے انہیں **وطن** کی حفاظت کے لیے دل میں ایک **لگن** لگائے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے اور اپنی تیز تلوار کے **جوہر** دکھاتے ہوئے دشمن کو نیست و نابود کر دینا چاہیے۔

سوال نمبر 2(ج)۔۱ **آداب عشق کا تقاضا:**

آداب عشق کا تقاضا ہے کہ انسان کو اگر مشکلات اور **مصائب** کا سامنا بھی کرنا پڑ رہا ہو تو خاموش رہے اور **چیخ و پکار** نہ کرے کیونکہ **ادب** محبت کے قرینوں میں **پہلا** قرینہ ہو۔ لہٰذا **عشق حقیقی** ہو یا **عشق مجازی**
[illegible]

سوال نمبر 2(ج)۔۲ بھری محفل میں دل نہ لگنا:

بھری محفل میں شاعر کے دل نہ لگتا لگنے کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ اگر محفل میں شاعر کا محبوب نہ ہو تو اس محفل میں شاعر کا دل نہیں لگتا۔ دوسرا یہ اگر انسان کی زندگی میں بے شمار غم، آلام ہوں تو اس دنیا جو ایک محفل کی طرح ہے اس کا اس میں دل نہیں لگتا۔

سوال نمبر 2(ج)۔۳

شاعر کہتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس طرح ہی ہو رہا ہے اس لیے شاعر کو کسی بات پر حیرت نہیں۔ یعنی جو میری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔ وہ ہو کر رہتا ہے۔ محبوب کی بے اعتنائی ہماری انا، محبت کا جواب محبت سے نہ دینا یہ جس طرح ہونا تھا اسی طرح ہو رہا ہے۔ یعنی اور اس بات پر شاعر کو حیرت نہیں ہے۔

سوال نمبر 2(د)۔۱ صنعت تفریق:

کلام میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے متضاد ہوں (مخالف) ہوں صنعت تفریق کہلاتا ہے مثلاً"

تیرے کوچے ہر بہانے مجھے دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

نوٹ ...

سوال نمبر2(د)۔۲

الف:۔
مجھے اپنا کام کرنے دو
امدادی فعل:۔ دو (دینا)
ب:۔ بچہ درد سے چیخ اٹھا
امدادی فعل:۔ اٹھا (اٹھنا)
ج:۔ ناصر نے کھانا کھا لیا
امدادی فعل:۔ لیا (لینا)

سوال نمبر2(د)۔۳
قافیہ: کلام میں آنے والے الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں جبکہ ردیف وہ الفاظ ہیں جو قافیہ کے بعد آتے ہیں اور بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ قافیہ
مثلاً خریدار، سردار
قافیہ:۔
رسائی، جدائی، خدائی
ردیف:۔
کا

09

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

22454891

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1/4) الف:-

حوالۂ متن:-

سبق کا عنوان:- منظور
مصنف کا نام: سعادت حسین منٹو۔

زیر تشریح اقتباس منظور سے لیا گیا ہے جو سعادت حسین منٹو کا تحریر کردہ ہے۔ اس سبق میں مصنف نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اگر ہم پر مشکل حالات بھی آ جائیں تو ہمیں صبر اور ہمت سے کام لینا چاہیے۔ یہ اقتباس سبق کے وسطی حصے سے لیا گیا ہے۔

منٹو کا انداز تحریر نہایت سادہ اور دلفریب ہے۔ انہوں نے اپنی تحریر کے ذریعے معاشرے کے مختلف عناصر کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کا افسانہ نہایت دلفریب اور دلکش ہے اور قاری کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا ہے۔

اس اقتباس سے پہلے بتایا گیا ہے کہ جب اختر کو ہسپتال لایا گیا تو اس کی حالت بہت خراب تھی۔ اسے ہارٹ اٹیک ہوا تھا جسے کہ ... [illegible]

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2/4) نے جہاں پر نو سالہ منظور بھی موجود
تھا۔ منظور کو فالج کا اٹیک ہوا تھا لیکن اس
کے باوجود وہ بہت خوش مزاج تھا اور
سب سے اچھے طریقے سے بات کرتا۔ اس نے اپنی
بیماری کو اپنے اوپر حاوی نہیں کیا تھا اور صبر و
تحمل سے کام لیتا تھا۔ ارشادِ ربانی ہے

"بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں
کے ساتھ ہے۔"

اس نے اختر کو بڑے پیار سے سلام کیا۔ وہ
روزانہ اس کی طبیعت معلوم کرتا تھا۔ اور وہ
ہی تھا جس نے اختر کے اندر زندگی کی ایک
نئی رمق پیدا کی تھی۔ وہ اس کی ہمت بندھاتا
رہتا تھا۔

س اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

ج منظور کو فالج کا پہلا اٹیک ہوا تھا جب وہ
ایک دن مطلوب سے کھیل کر واپس آیا اور اس نے
کھانا کھایا۔ ڈاکٹروں نے منظور کے ٹھیک ہونے کی کوئی
امید نہ تھی۔ لیکن منظور کو اپنے ٹھیک ہونے
[illegible]

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 3/4)

"مایوسی کفر ہے"

زیر تشریح اقتباس میں مصنف لکھتے ہیں کہ بہت عرصہ ساتھ رہنے کی وجہ سے اختر اور منظور کی **گہری دوستی** ہو گئی تھی۔ منظور کے اختر کسی مسیحا سے کم نہ تھا کیونکہ وہ ہی تھا جس نے **اختر** میں زندگی کی نئی روح پیدا کی تھی۔ اس نے اختر میں **ہمت** پیدا کی تھی۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اور اس کے اندر ایک نیا جذبہ اور جوش پیدا کیا تھا۔ اور وہ تمام الجھنیں مٹا دی تھیں جنہوں نے اس کے دل و دماغ کو متاثر کیا تھا۔ دراصل اختر کے حالات زندگی کچھ اچھے نہ تھے اور وہ نہایت **تنگدستی** کی زندگی گزار رہا تھا۔ منظور نے اختر میں نیا جذبہ پیدا کیا تھا

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔

اور اختر کی مایوسی اس کی راحت
[illegible]

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 4/4) سوچ رہا تھا۔ ارشاد ربانی ہے

"اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو"

اس کے اندر ایک نئی روح پیدا ہو گئی تھی اور اس نے ہسپتال سے جاتے ہی نئی زندگی کا آغاز کرنے کا سوچا۔

13

22454891

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1/4) (ب)

نظم کا نام: مناظر سحر
شاعر کا نام: جوش ملیح آبادی

تشریح:۔

یہ نظم مناظر سحر، جوش ملیح آبادی کی تحریر کردہ ہے۔ جوش کا کلام سادہ ہے۔ اس میں روانی اور سلاست پائی جاتی ہے۔ جوش نے اپنی شاعری میں فطرت کے عناصر کا ذکر کیا ہے اس لیے جوش کو شاعر فطرت کہا جاتا ہے۔

صبح اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ صبح ہوتے ہی رات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور ہر طرف نور آ جاتا ہے۔ رات کے وقت لوگ ~~بیداری~~ غفلت کی نیند سو رہے ہوتے ہیں اور صبح انسان کو اس کے رب سے قریب کرنے کا وقت ہے۔ ارشاد ربانی ہے

"بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور دن اور رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

صبح کے وقت ہر منظر نکھر جاتا ہے

14 The relevant question should be answered only in the allotted space and inside the outer mark 22454891

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2/4) کی وادی کا سا منظر پیش ہوتا ہے
اور زمین جنت نظر بن جاتی ہے۔ ہر شے پر
نور آجاتا ہے۔ کلیوں اور پھولوں کی خوبصورتی
میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صبح کے وقت جنگل کا
منظر آنکھوں کو بھلا لگتا ہے۔

ہم جیسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لیے
اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

صبح کے وقت زمین کی قیمت آسمان سے زیادہ
ہو جاتی ہے۔ ہر کوئی روح فزا ہوا کا مزہ
لیتا ہے۔ صبح نسیم سحری چلتی ہے اور ہر
شے پر ایک سکون طاری ہو جاتا ہے۔ صبح کا
وقت عبادت کا بہترین وقت ہے۔ ہر
مذہب سے تعلق رکھنے والے اپنی عبادت
گاہوں کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ صبح کے
وقت بھی غفلت کی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔

کس قدر گراں تجھ پر صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

صبح کے وقت کلیاں چٹک کر پھول بن جاتی

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 3/4) یہ عجیب سی سرشاری پیدا ہوتی ہے۔

چلے ہو ع ہوا بھی خوشگوار ہے
پھولوں پر بھی نکھار ہے

صبح سورج کی روشنی میں چاند کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔ اور سمندر پر جب سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو وہ روشن ہو جاتا ہے۔ یعنی جونہی صبح ہوتی ہے تاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

ع تمام زدگانِ شب
تھک ہار کر سو گئے۔

اور ستاروں کی چھاؤں میں ہر طرح ایک معطر خوشبو پھیل جاتی ہے۔ جو ماحول کو مسحور کن بنا دیتی ہے۔ جب صبح کے وقت ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو سبزہ ہرا بھرا ہوتے ہیں اور کھیتوں کی خوبصورتی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ غرض صبح کے وقت ہر شے کی خوبصورتی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر شے جنت نظیر بن جاتا ہے۔ لہٰذا صبح ایک بہت [illegible]

Cutting Line

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 4/4) پکڑے نہ رات دن سے
پہلے آسکتی ہے اور سب اسی
اپنے دائرے میں تیر رہے
ہیں۔

صبح کے وقت جب ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو
سبزہ ہرا رہے ہوتے ہیں اور شاخیں جھومتی ہے
اس طرح دکھائی دیتی ہیں جیسے اپنے دوست
کے گلے مل رہی ہوں۔ یعنی ان کے لیے ہر دن
عید ہوتا ہے۔ یہاں شاعر نے حسن تعلیل کا
استعمال کیا ہے۔

17

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

22454891

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1/6) (الف)

کون کہتا ہے ..... م

شاعر کا نام: احمد ندیم قاسمی

مفہوم: انسان کے مرنے کے بعد اس کی نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ کہتا میں مرنے کے بعد میری نئی زندگی کا آغاز ہو گا جس طرح دریا سمندر میں مل جاتا ہے۔

تشریح:

احمد ندیم قاسمی کا کلام سادہ اور دلفریب ہے۔ ان کے کلام میں روانی اور سادگی پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے کلام میں استعارات و تشبیہات کا استعمال کرتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی نے اس شعر میں جز اور کل کا فلسفہ پیش کیا ہے کہ جس طرح جب پتا اکیلا ہوتا ہے تو وہ ایک جز ہوتا ہے لیکن جیسے ہی وہ ٹہنی کے ساتھ مل جاتا ہے وہ جز اور ٹہنی کل بن جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح انسان کی زندگی بھی ایسی ہی ہے۔ انسان اپنی ذات میں کل کی اہمیت رکھتا ہے لیکن اس کائنات میں وہ ایک جز کی اہمیت رکھتا ہے اور یہ کائنات

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2/6) انسان مر جاتا ہے تو اس کی ابدی زندگی
شروع ہو جاتی ہے۔ احمد ندیم قاسمی کہتے ہیں کہ جس
موت آنے پر مر نہیں جاؤں گا بلکہ میری ایک
نئی زندگی کا آغاز ہوگا جو انسان کی ابدی
زندگی ہے۔ یہ دنیا تو فانی ہے ختم ہو جانے والی
ہے۔

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد
عالم تمام حلقہ دام خیال ہے ابھی

زندگی عارضی ہے۔ انسان چند عرصے کے لیے اس
دنیا میں آتا ہے اور پھر اس کی اصل زندگی کا
مقصد پورا کرتا ہے اور پھر مر کر ابدی
زندگی کا آغاز کرتا ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔
ایک اور جگہ ارشاد ہے رہنمائی ہے

ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

سو لہٰذا میں مرنے کے بعد مر نہیں جاؤں گا بلکہ
میری اصل زندگی کا آغاز ہوگا جس طرح
[illegible]

19

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

22454891

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3/6) تیرا در چھوڑ کر......

شاعر کا نام: احمد ندیم قاسمی

مفہوم: اے محبوب میں تیرا در چھوڑ کر اور کہاں جاؤں گا یا تو گھر میں قید ہو جاؤں گا یا صحرا میں نکل جاؤں گا۔

تشریح:

یہ شعر **احمد ندیم قاسمی** کی غزل سے لیا گیا ہے۔ آپ کا انداز تحریر سادہ اور دلنشیں ہے۔ آپ کے کلام میں استعارات اور تشبیہات کی آمیزش ہے۔

یہاں شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہیں کہ میں تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں گا۔ اگر **حقیقی** پہلو سے دیکھا جائے تو **اللہ کی بارگاہ** وہ در ہے جس سے منسلک ہونے کے بعد انسان کے دل میں ہمیشہ **سکون** رہتا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں ہے جو انسان کی شکل میں **مدد** کرتی ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ اگر خدانخواستہ مجھ سے آپ کا در چھوٹ بھی گیا تو یا تو میں صحرا میں نکل جاؤں گا یا گھر میں قید ہو جاؤں گا۔ تیرے در کے ساتھ وابستہ رہنا میری زندگی کا

مقصد ہے جو ... اللہ تعالیٰ کی ...

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 4/6) ارشادِ ربانی ہے

"بے شک اللہ انسان کی شہ رگ سے قریب ہے۔"

اگر **مجازی** معنوں میں دیکھا جائے تو شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہیں۔ شاعر کے لیے اس کے محبوب کا **در** بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کا دیدار کرنے کے لیے بار بار اس کی گلی کے چکر لگاتا ہے

تیرے کوچے اس بہانے مجھے دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

یہاں تک کہ وہ محبوب کی گلی میں مرنے جانے کو بھی تیار ہو جاتا ہے۔

~~تیرے کوچے اس بہانے مجھے~~

بڑی آرزو تھی گلی کی تیری
سو تیرے یہاں پر ہم بھی نکلے

اس لیے شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہے کہ میں
[illegible]

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 5/6) تیرے پہلو۔۔۔۔

شاعر کا نام:-
احمد ندیم قاسمی

مفہوم: اے محبوب میں اگر تیرے پہلو سے اٹھ بھی جاؤں گا پھر بھی ہر جگہ تجھے ہی پاؤں گا۔

تشریح:
یہ شعر احمد ندیم قاسمی کی غزل سے لیا گیا ہے۔ ان کا کلام سادہ اور دلفریب ہے۔ شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے محبوب میں تیرے پہلو سے اٹھ کر بھی ہر جگہ تجھے ہی تلاش کروں گا۔ اردو غزل کی روایت ہے کہ محبوب سنگ دل ہوتا ہے محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتا محبوب کو خاطر میں نہیں لاتا۔ وفا نہیں جانتا

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے۔

ان سب باتوں سے دلبرداشتہ ہو کر شاعر اپنے محبوب کا در اپنا چھوڑنے کا سوچ لیتے ہیں لیکن یہاں شاعر کا عشق ایسا بلند قامت تک پہنچ چکا ہے کہ اب ... ہر ... جس ... ہر

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 6/6)

محبوب دکھاتی دیتا ہے۔

؎ اٹھتی نہیں نظر کسی اور کی طرف
پابند کر گئی کسی کی ایک نظر مجھے۔

شاعر کو ہر شے میں اپنا محبوب نظر آتا ہے۔
اس کا محبوب جدائی میں بھی اس کو یاد آتا
ہے اور محبوب کی یاد اس کو ستاتی ہے اور
وہ واپس اپنے محبوب کے پاس چلا جاتا ہے۔

؎ ہوتی نہیں دعا قبول ترکِ الفت کی
دل چاہتا نہ ہو تو دعا میں اثر کہاں

اور وہ یہاں تک تنہائی میں بھی محبوب کو
یاد کرتا ہے۔

؎ تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1/3)

ایک درخت کی آپ بیتی

سن اے ذرا سنیے میری آوارگی کی داستاں
میں کہاں تھا کس سے اور کس طرح پہنچا یہاں

میں ایک درخت ہوں۔ آج میں راکھ کی صورت میں پڑا ہوا ہوں اور اپنے ماضی کی حسین یادوں کو یاد کر کے رو رہا ہوں۔ ایک وہ دن تھے اور ایک آج کے دن ہیں۔ میرا آغاز ایک باغ میں ہوا۔ ایک مالی نے بڑے پیار سے زمین میں پودا بویا۔ وقت گزرتا گیا اور جلد ہی میں ایک **آم کا درخت** بن گیا۔ مالی میرا بڑا خیال رکھتا اور مجھے اپنے بچوں کی طرح پیار کرتا وہ روزانہ مجھے پانی دیتا اور مجھ سے محبت کرتا تھا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا۔

وقت گزرتا چلا گیا۔ باغ میں بچوں کو کھیلتا
دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوتی [illegible]

Cutting Line

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2/3) کیا کرتے تھے۔ جب بارش کے موسم میں ہم
سب مل کر اکٹھے ہو جاتے۔ ہم **دوست** مل کر ~~چھپا~~
گانا گاتے اور جھومتے تھے۔ **گرمی** کا موسم آ گیا
اور مجھ پر آم لگنا شروع ہو گئے۔ جب مجھ پر
آم لگ گئے تو اکثر کچھ شرارتی لڑکے میری
ٹہنیوں پر چڑھ جاتے اور مجھے بہت **تکلیف**
محسوس ہوتی تھی۔ وہ کبھی زور زور سے میری
شاخیں ہلاتے جس سے میرے پتے ٹوٹ جاتے
اور میں درد سے **کراہ** جاتا۔ تو کبھی مجھ پر **پتھر**
برسایا کرتے تھے۔ پتھر کے لگنے سے میں چور چور
ہو جاتا۔ مگر **ننھے بچے** میری چھاؤں میں بیٹھ کر
آم کھاتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی اور میں اللہ
کا شکر ادا کرتا کہ اللہ نے مجھے ~~انسانوں~~ کسی کے
کام آنے کے لیے پیدا کیا۔

یہ اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

ایک مرتبہ چند لوگ باغ میں آئے اور مالی سے
مجھے کاٹنے کی اجازت مانگی لیکن مالی نے انہیں منع
کر دیا۔ مالی کی اس **شفقت** سے میں اور بڑا
ہو گیا۔ وقت گزرتا گیا۔ ایک دن پتا چلا کہ

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 3/3) پھر سے آئے اور انہوں نے مجھے کاٹ دیا۔
انہوں نے مجھے میرے تنے سے الگ کر دیا۔ ایسا لگا کہ
اب میری زندگی ختم ہو گئی ہے۔ مجھے تنے سے جدا ہونے
کا بہت غم ہوا۔ اور میرا بچپن چھوڑ ہو گیا۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

وہ مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں لے گئے۔ راستے بھر میں
روتا رہا اور اپنے ماضی کو یاد کرتا رہا۔ وہ مجھے
باغ میں گزرے سنہرا وقت یاد آیا۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

وہ مجھے کٹر کاٹ کے ایک کارخانے میں لے گئے۔ میں
وہاں بہت اداس تھا اور بہت رویہ کرتا تھا۔
ایک دن فیکٹری کو آگ لگ گئی اور ہر
چیز راکھ ہو گئی جس میں میں بھی جل گیا اور
راکھ بن گیا۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1/7)

"مضمون نویسی"

"میرا پسندیدہ شاعر"

شعراء کسی بھی ملک کے لوگوں کی سوچ بدلنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ ان کے اندر آگہی اور **شعور** پیدا کرتے ہیں اور لوگوں کی راہنمائی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہر کسی کو مختلف شاعر پسند ہوں گے۔ مگر میرے پسندیدہ شاعر **علامہ محمد اقبال** ہیں۔ آپ نہ صرف ایک اچھے شاعر تھے بلکہ فلسفہ کے ماہر بھی تھے۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں میں شعور اجاگر کیا اور مسلم امہ کو بیدار کیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے رخی پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے جا کر ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ محمد اقبال **9 نومبر 1877** کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام **نور محمد** تھا۔ علامہ اقبال نے ابتدائی تعلیم دینی مکتب سے

اے اور بی اے کیا۔ وہاں مولوی میر حسن جیسے
محقق استاد نے آپ میں ادبی اور فلسفیانہ
رنگ پیدا کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔
اے کیا۔ وہاں آپ کو پروفیسر آرنلڈ جیسے محقق
استاد ملے۔ 1905 میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے
آپ انگلستان چلے گئے اور انگلستان سے بیرسٹری
اور جرمنی سے فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی۔ 1908 میں
وطن واپس آگئے اور وکالت کو اپنا پیشہ بنایا لیکن
جلد ہی اسے ترک کر دیا اور شاعری اپنا لی۔
علامہ اقبال کو مصور پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔
آپ نے 1930 میں الہ آباد میں مشہور خطبہ دیا۔

"ہند بر صغیر کے شمال مغربی علاقوں
میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان
علاقوں کو ایک الگ خطہ بنا دیا جائے
جہاں مسلمان اسلام کے مطابق زندگی گزار
سکیں۔"

اقبال کی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا
ہے۔ پہلا دور ~~1905-1901~~ 1901-1905 تک کا ہے۔ علامہ
اقبال نے اپنی شاعری کا آغاز غزل سے کیا۔ اس دور
[illegible]

Cutting Line

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3/7)

تک گیا ہے جب علامہ اقبال انگلستان میں تھے۔
وہاں کے ماحول نے اقبال کو بہت متاثر کیا اور
ان کی شاعری اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے جس
سے اقبال نے مغربی تہذیب کو اپنانے سے
مسلمانوں کو منع کیا۔

؎ اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ﷺ

تیسرا دور ۱۹۰۸ کے بعد کا ہے۔ علامہ اقبال کی
نظموں میں خودی، عشق اور مردِ مومن کا
ذکر ملتا ہے۔ اقبال کے یہاں خودی وہ جذبہ ہے
جب انسان خود اپنے آپ کو پہچان جاتا ہے اور یہ
خود شناسی سے لے کر خدا شناسی کا سفر ہے۔
یہ وہ سفر ہے جہاں انسان اپنے رب کی ذات کو
پہچان جاتا ہے اور اس کی رضا اللہ کی رضا بن جاتی
ہے اور وہ اللہ کی رضا میں راضی رہتا ہے۔

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اور ... [illegible]

29

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

22454891

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4/7) ہے - پیوستہ رہ دین کا تابع دار رہو

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

علامہ اقبال نے اپنی شاعری کو مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ انہوں نے 1913 میں **جواب شکوہ** لکھی جس میں انہوں نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب بیان کیے۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو یہ انداز مسلمانی ہے

علامہ اقبال سچے عاشق رسول ﷺ تھے - آپ کو آپ ﷺ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ نے کئی مرتبہ اپنی شاعری میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ایک اور جگہ اقبال کہ لکھتے ہیں

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 5/7)

ارشادِ نبوی ہے
تم میں سے کوئی شخص اس وقت
تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب
تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد
اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو
جاؤں۔

اقبال کی شاعری میں عشق اور عقل کا
توازن ملتا ہے اور اقبال عشق کو عقل پر
فوقیت دیتے ہیں کیونکہ عشق وہ جذبہ ہے
جو مصلحت نہیں دیکھتا کر گزرتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اقبال مسلمانوں کو اتحاد اور اتفاق کا درس
دیتے ہیں اور ~~اس~~ انہیں شجر کے ساتھ جڑے رہنے
کی تلقین کرتے ہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ
اور اتحاد کا درس دیتے ہیں کیونکہ اتحاد ہی
مسلمانوں کی ترقی کا ضامن ہے

[illegible]

اقبال نوجوانوں کے اندر عقابی روح پیدا کرنا چاہتے تھے اور اقبال نے انہیں شاہین کہا ہے جو کسی کا چھوڑا ہوا نہیں کھاتا بلکہ خود اپنے شکار کی تلاش کرتا ہے۔

ے عقابی روح جب پیدا ہوتی ہے نوجوانوں میں
نظر آتی ہیں ان کو اپنی منزل آسمانوں پر
نہیں ہے تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

علامہ اقبال نے تصور ملت پیش کیا اور کہا کہ پورے دنیا کے مسلمان ایک ہیں۔

ے ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر.

علامہ اقبال کی شاعری بہت مشہور تھی بانگِ درا، ~~بالِ جبرا~~ ارمغانِ حجاز وغیرہ آپ کی اہم ترین کتابیں ہیں۔ علامہ اقبال نہ صرف شاعر تھے بلکہ خط نگار بھی تھے۔ آپ کا انداز تحریر [illegible]

Cutting Line

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 7/7) نے واپس بھی جاتا ہے۔ علامہ محمد اقبال
نے ۲۱ اپریل 1938ء میں وفات پائی۔ اگر ہم
اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں
تو ہمیں چاہیے کہ علامہ محمد اقبال کے دیے گئے
پیغام پر عمل کریں اور ترقی کی راہ پر گامزن
ہوں

ع ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ع دس سال ہمیں جانوں بھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں